45527 ـ ان كے ملك ميں خاوند كو مہر ديا جاتا ہے !

سوال

ميں مہر كے متعلق دريافت كرنا چاہتى ہوں كيونكہ ہمارے بعض علاقوں ميں ايسا ہوتا ہے بعض ہندوستانى رياستوں (مثلا كيرلا، تامل ناڈو وغيرہ) ميں ہم اپنى بہن كے دولہا كو ايك لاكھ روپيہ اور (75) بافن سونا ديتے ہيں (ايك بافن چار گرام سونے كے برابر ہوتا ہے) ہندوستانى رياستوں ميں يہ چيز مسلمانوں كے ہاں وسيع شكل ميں پائى جاتى ہے.
ميں يہ دريافت كرنا چاہتى ہوں كہ آيا يہ اسلام ميں جائز ہے كہ اتنى مقدار ميں مال اور سونا ديا جائے يا اس كا مطالبہ كيا جائے، ميں اس موضوع كے متعلق آپ كو مزيد معلومات دينا چاہتى ہوں وہ يہ كہ ايك لاكھ روپيہ اور (75) بافن سونا كيرلا ميں سب سے كم مہر ہے، ليكن مالدار خاندانوں ميں تو يہ مہر پانچ لاكھ روپيہ اور (500) بافن سونا، اور ايك دوسرے ملك كى بنى ہوئى گاڑى كے ساتھ ساتھ ايك پلاٹ وغيرہ بھى ہوتا ہے.
كيا يہ جائز ہے، اور كيا آپ اس مشكل كا ہميں كوئى حل بتا سكتے ہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ سبحانہ و تعالى نے اپنى كتاب عزيز قرآن مجيد ميں مردوں يعنى خاوند كو حكم ديا ہے كہ وہ عورتوں كو ان كا مہر ادا كريں چنانچہ فرمان بارى تعالى ہے:

اور عورتوں كو ان كے مہر راضى و خوشى دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنى مرضى و خوشى سے كچھ مہر چھوڑ ديں تو اسے شوق سے خوش ہو كر كھاؤ النساء (4).

طبرى رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اللہ سبحانہ و تعالى اس كو ذكر كرنے سے يہ مراد ليا ہے كہ تم عورتوں كو ان كے مہر ادا كرو جو كہ واجب كردہ عطيہ ہے اور فرض و لازم ہے "

اور ان كا يہ بھى كہنا ہے:

" قتادہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اور عورتوں کو ان کے مہر راضی و خوشی دے دو .

یہ فرض ہے.

اور ابن جریج سے مروی ہے:

اور عورتوں کو ان کے مہر راضی و خوشی دے دو .

مقرر کردہ فرض ہے.

اور ابن زید کہتے ہیں:

اور عورتوں کو ان کے مہر راضی و خوشی دے دو .

عرب کی کلام میں النحلۃ واجب کے معنی میں آتا ہے" انتہی

دیکھیں: تفسیر الطبری (4 / 241).

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی نے تو مرد پر واجب کیا ہے کہ وہ عورت کو مہر دے، نہ کے اس کے برعکس، قرآن اور سنت نبویہ کی نصوص تو اسی پر دلالت کرتی ہیں، ان میں بخاری شریف کی درج ذیل حدیث بھی شامل ہے:

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں ایك عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنا نفس آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا اور اس میں نظر دوڑائی اور اوپر سے لیکر نیچے تك دیکھا اور پھر سر جھکا لیا، جب عورت نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا تو وہ بیٹھ گئی اور صحابہ کرام میں سے ایك شخص اٹھا اور عرض کرنے لگا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اس عورت میں کوئی حاجت نہیں تو آپ میرے ساتھ اس کی شادی کر دیں، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا:

کیا تمہارے پاس کچھ ہے ؟ تو اس نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کچھ نہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

جاؤ گھر جا کر دیکھو کیا تمہیں کچھ ملتا ہے ؟ تو وہ شخص گیا اور واپس آ کر کہنے لگا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم مجھے کچھ نہیں ملا پھر وہ واپس بیٹھ گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جاؤ جا كر ديكھو چاہے لوہے كى انگوٹھى ہى ہو، تو وہ شخص گيا اور واپس آ كر كہنے لگا:

اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم اللہ كى قسم لوہے كى انگوٹھى بھى نہيں ہے، ليكن يہ ميرى چادر ہے ميں اسے آدھى چادر ديتا ہوں، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: وہ تيرى اس چادر كا كيا كريگى، اگر اسے تو زيب تن كريگا تو اس پر كچھ نہيں ہو گا، چنانچہ وہ شخص بيٹھ گيا، اور جب مجلس لمبى ہو گئى اور وہ بہت طويل عرصہ تك بيٹھا رہا اور اٹھ كر كھڑا ہو گيا جب رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے ديكھا كہ وہ جا رہا ہے تو آپ نے اسے واپس بلانے كا حكم ديا جب وہ شخص آيا تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے دريافت كيا: تو نے قرآن مجيد ميں سے كتنا حفظ كر ركھا ہے تو اس نے عرض كيا:

مجھے فلاں فلاں سورۃ ياد ہے، تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: كيا تم يہ زبانى پڑھ سكتے ہو ؟ تو اس نے عرض كيا جى ہاں، چنانچہ رسول كريم صلى اللہ عليہ نے فرمايا: جاؤ تيرے پاس جو قرآن مجيد ہے اس عورت كو ياد كرانے كے بدلے اس عورت كا مالك بنا ديا "

صحيح بخارى حديث نمبر (4741) صحيح مسلم حديث نمبر (1425).

ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" اس حديث ميں ہے كہ: نكاح ميں مہركا ہونا ضرورى ہے كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" كيا تمہارے پاس اسے مہر دينے كے ليے كچھ ہے "

اور علماء كا اجماع ہے كہ بغير مہر ذكر كيے كسى كے ليے كسى عورت سے وطئ كرنا جائز نہيں "

اور اس ميں يہ بھى ہے كہ: بہتر يہى ہے كہ مہر ذكر كيا جائے، اور اگر وہ بغير مہر كے نكاح كرتا ہے تو عقد نكاح صحيح ہو گا ليكن دخول ہونے پر اس عورت كے ليے مہر مثل واجب ہو گا (يعنى اس جيسى عورتوں جتنا مہر دينا ہو گا) " انتہى

ديكھيں: فتح البارى (9 / 211).

چنانچہ قرآن مجيد اور سنت نبويہ اور اہل علم كا اجماع اس پر دلالت كرتا ہے كہ خاوند اپنى بيوى كو مہر ادا كرے نہ كہ بيوى خاوند مہر دے، اور فطرت سليمہ اور بشرى طبيعت كے ساتھ بھى يہى موافق ہے كہ مرد اپنى بيوى كو مہر ادا كرے.

وگرنہ پھر خاوند عورت پر نگران اور حاكم كيسے ہو سكتا ہے حالانكہ عورت نے اس خاوند كو مہر ادا كيا ہے؟!

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو خاوند کا اپنے مال میں سے بیوی پر خرچ کرنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنے کو عورت پر مرد کی نگرانی اور حکمرانی کا سبب بیان کیا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور مرد عورتوں پر حکمران و نگران ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنے مال میں سے (ان عورتوں پر) خرچ کیا ہے النساء (34).

اور خاوند کی جانب سے یہ اخراجات اور خرچ برداشت کرنے کے بعد بیوی یہ بہت زیادہ محسوس کرتی ہے کہ خاوند نے بہت زیادہ خرچ کو برداشت کیا ہے تو اس طرح وہ اپنا سارا یا اس میں کچھ حصہ اپنی مرضی سے راضی و خوشی خود ہی چھوڑ دیتی ہے، اس لیے خاوند کے لیے یہ لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور عورتوں کو ان کے مہر راضی و خوشی دے دو، ہاں اگر وہ خود اپنی مرضی و خوشی سے کچھ مہر چھوڑ دیں تو اسے شوق سے خوش ہو کر کھاؤ النساء (4).

چنانچہ آپ کے ہاں وہ مال جو عورت شادی کرنے کے لیے بطور مہر اپنے خاوند کو دیتی ہے یہ دین کے بھی مخالف ہے اور فطرت سلیمہ کے بھی، اور عقل اور بشری طبیعت کے بھی منافی و مخالف ہے، یہ تو اس صورت میں ہے جب یہ قلیل سی مقدار میں ہو، لیکن اگر یہ زیادہ مقدار میں ہو جیسا کہ آپ نے ذکرکیا ہے تو پھر کیا حالت ہو گی؟!

رہا اس کا حل تو آپ کے علاقے میں علماء کرام اور میڈیا کو چاہیے کہ وہ اس رکاوٹ اور خرابی کی وضاحت کریں اور پھر اس کا علاج بھی سامنے رکھیں، اور اس کو کسی ایسی چیز سے تبدیل کریں جو شریعت مطہرہ کے موافق ہے، اور فطرت سلیمہ کے بھی موافق ہے جس پر لوگ پیدا ہوئے ہیں.

واللہ اعلم .